تورات و انجیل اور دیگر صحف انبیاء علیہم السلام میں موجود

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تمام بشارات

وما جعله الله الا

بشریٰ

لكم ولتطمئن قلوبكم به

مولانا عنایت رسول عباسی چریاکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

جس کا حاصل یہ ہو کہ وہ سب کو محبوب ہوگا اور سب اس کو قال اللہ تعالیٰ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ گرنیس نے اس فقرہ کے معنی یہ لکھا ہے کہ وہ سب کے مخالف ہوگا اور سب اس کے اگر یہ تسلیم بھی ہو تو ہرج نہیں کہ آپ جملہ کفار کے مخالف تھے اور جملہ اہل ملل آپ کے بخلاف حضرت اسمٰعیل اور ربی اسحٰق نے جو پرآدام کے معنی شکاری لکھا ہے تو ہرج نہیں بلاشبہ آپ سب کو مسخر کر لیتے تھے اب ہم اس آیت کے ایک معنی اور لکھتے ہیں فرشتہ نے حضرت ہاجرہ سے کہا لڑکا جو تیرے پیدا ہوگا اس کا نام یشمع ایل رکھنا یہ لفظ یا تو مرکب ہے دو لفظوں سے یشمُع و ایل لفظ اول صیغہ مضارع ہے مادہ اس کا שָׁמַע شمع ہے وہ مثل عربی سمع کے بمعنی سماعت ہو اور مجازاً بمعنی قبول کرنا و ماننا اور ایل کے معنی ہیں قوی و شجاع اور اسمار الحسنیٰ سے بھی ہے اس کے لغوی معنی ہوں گے ماننے گا خدا کو یعنی خدا پرست ہوگا اس میں کچھ شبہ نہیں کہ حضرت اسمٰعیل خدا پرست تھے یا معنی اس کے یہ ہوں گے کہ قبول کرے گا ایل یعنی قوی کو جو آنحضرت کے ناموں سے ہو جیسا انبیا کی کتاب میں بھی مذکور ہے جس کا بیان آگے آئے گا پس معنی یہ ہوئے کہ تو اس کا نام یشمع ایل رکھنا کہ وہ قابل ایل یعنی محمد کا قبول کرنے والا ہوگا یعنی اس سے محمد پیدا ہوگا لیکن فرشتہ نے وجہ تسمیہ یہ بیان کیا کہ خدا نے تیری دعا قبول کی جس کا حاصل مقبول خدا ہو یا یہ لفظ مرکب ہے تین لفظوں سے יֵשׁ מֵעַ אֵל ییش مَعَ ایل لفظ اول فارسی ہست ہندی ہے کے ہم وزن ہے لفظ دوئم کے معنی صلب باطن و پیٹ و انتڑی ہیں عربی معی اس کی جمع מֵעִים بمعنی معی لفظ سیوم کے معنی بیان ہو چکے ہیں معنی یہ ہوئے کہ ہے صلب ایل یعنی محمد مطلب یہ ہو کہ تو اس کا نام یشمع ایل رکھنا کہ ہے وہ مولود صلب ایل یعنی اس سے ایل یعنی محمد پیدا ہوگا اب اس کے بعد جو کچھ ہے کہ وہ رسول ہوگا اور مطاع ہوگا اور سب شان میں اسی ایل کی ہو جو نام ہے آنحضرت

ہوئے ہیں یہ لفظ عبرانی معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح کی زبان عبرانی تھی اور یہودیوں ہی پر وعظ کرتے تھے جو ان کی قوم تھی اور اسرائیل ہی کی بستیوں میں پھرا کرتے تھے جہاں کی زبان عبرانی تھی کل کتب سماویہ قوم اور نبی کی زبان میں نازل ہوئی ہیں۔ یہ امر تجربہ سے بخوبی ثابت ہوتا ہے وحی غیر زبان نبی میں ثابت نہیں کوئی وجہ نہیں کہ خداوند کریم حضرت عیسٰی کو یونانی زبان میں کتاب دے جسے نہ وہ سمجھتے تھے نہ اُن کی قوم پھر انجیل اگر کتاب آسمانی ہے تو ضرور نزول اس کا عبری میں ہوا ہوگا گو وہ اس زبان میں لکھی نہ گئی ہو بلکہ حواریوں نے اُسے یاد رکھا ہو اور پہلے پہل اس کا ترجمہ یونانی ہی زبان میں مکتوب ہوا ہو لہذا ضرور ہے کہ اصل انجیل جو حضرت عیسٰی پر نازل ہوئی عبری میں تھی گو وہ اب نہیں ملتی اور یہ ضرور نہیں کہ حضرت عیسٰی جو خلاف طبع بے باپ پیدا ہوئے تو اُن کو وحی بھی خلاف عادتِ جاری یونانی زبان میں آئی ہو اس لئے کچھ شبہ نہیں کہ فارقلیط لفظ عبری ہے۔
: وہی ہے جسے حضرت مسیح نے استعمال کیا تھا سیل صاحب وغیرہ کا خیال صحیح ہے
مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ نہایت سچا کلام ہے
اس لفظ کی دو قرأت ہیں اول פְּרַקְלִיטָה : پرقلیط خواہ فرقلیط
دوم פְּאַר קְלִיטָה فارقلیط پر قرأت میں یہ لفظ مرکب ہو دو لفظوں سے
قرأت اول میں پہلے لفظ فر ہے פְּרָא · دوسری لفظ קְלִיטָה قلیط۔
دوسری قرأت میں پہلی لفظ פְּאֵר · پار ہے خواہ فار عبری میں با، فارسی فا سے
بدلا کرتا ہے دوسری لفظ وہی ہے جو قرأت اول میں تھی بیان ضرور ہے کہ اولاً ہر ہر جزو کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) منارہ بھی بنایا وہی شہر بابل ہے جب یہ شہر و منارہ تیار ہوا اور اصنام پرستی بڑھتی گئی تو وہیں حج ہونے لگا بت پرست وہیں قربانی وغیرہ ارکان حج ادا کرتے تھے نمرود کے زمانہ تک بڑا زور شور رہا یہاں تک کہ زمانہ حضرت ابراہیم کا آیا اور اُن سے جو کچھ مناقشہ ہوا وہ مشہور ہے پھر انھوں نے بحکم الٰہی ہجرت کی اس وقت اُن کو یہ حکم ہوا جو آیت قرآنی میں مذکور ہے سمجھا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم سے پہلے مسجد کعبہ تھی اور وہاں حج ہوتا تھا لیکن اصنام پرستوں نے ایک مندر بابل میں بنا لیا تو حج کعبہ میں فتور پڑا اس لئے حضرت ابراہیم حسب ہدایت باری تعالیٰ لوگوں کو سمجھاتے تھے کہ تم کو شرک چھوڑ دینا اور حج پر آنا لازم ہے [illegible]

شرح کریں بعد اس کے اس مطلب کی طرف متوجہ ہوں لہذا میں נביא پر کی مادہ میں بحث کرتا ہوں - مادہ اس کا بار فارسی را مہملہ اخیر میں ہمزہ ہے ماضی اس کی مجرد کا اگرچہ عدیم الاستعمال ہو נבא پڑا ہے باب נפעל נבא התנבא ہتفعیل جو مثل عربی تفعیل کے ہے مستعمل چونکہ مشتقات اس سے بہت کم آئے ہیں اس نے اصلی معنی اس کے شائع نہیں ہیں گزینس نے لکھا ہو کہ اصل معنی اس کے ہیں تیز دوڑنا، بھاری بوجھ اٹھانا اس مادہ سے صرف دو لفظ آئے ہیں ایک נבא דבר پور جس کے معنی شاخ ہیں دوسری لفظ נביא پر جس کے معنی گو رخر ہیں عربی میں اسی سے فرا اسی معنی میں آیا ہے عربی میں بھی اس مادہ سے دوسری لفظ نہیں آئی ہے لیکن سیاق کلام وطرز بیان انبیاء سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معنی رسول اور مسیح کے بھی ہوتے ہیں یعنی جس میں قوت ونبوۃ وسلطنت دونوں ہو کیوں کہ وہ بھاری بوجھ اُٹھاتا ہے رسالت سے بھاری بوجھ نہیں حضرت موسیٰ نے بوقت رسالت اپنے عجز وناتوانی کا عذر کیا تھا ارمیانے بھی یہی عذر پیش کیا تھا قال الله تعالیٰ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔ امانت سے مقصود رسالت ہو کیوں کہ امانت ضد خیانت ہو پس امانت سے وہی مقصود ہوگا جس میں احتمال خیانت ہو رسالت میں احتمال خیانت ظاہر ہے چنانچہ بعض انبیاء کو خدا بلفظ امین یاد کرتا ہے اسی وجہ سے جبرئیل بھی امین کہلائے اس آیت کے پہلے رسالت ہی کا ذکر چلا آیا ہو کہ انبیا کی اطاعت ضرور ہو ان کو ایذا دینا ممنوع ہو ظاہر ہے کہ یہ وہ چیز مقصود ہوگی جو سوائے انسان کے کسی جسم میں نہ ہو یہ سوائے رسالت کے کوئی چیز نہیں بعض اشخاص کہتے ہیں کہ مقصود طاعت ہو یہ بعید ہے کیوں کہ خدا کی طاعت سے کوئی خالی نہیں اَلشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ بعض کی رائے ہے کہ مقصود شریعت ہو یہ ہمارے خیال سے قریب ہو لیکن اوپر کی آیات سے اس قدر مرتبط نہیں اور نہ محل الخیانۃ لیس ...

بارِ عظیم اولاً حضرت آدم نے لیا خدا بڑی محبت سے کہتا ہے اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا
و نیز فرشتوں کے اعتراض سے تعرض ہے مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ کو
لحاظ کرو واللہ اعلم بالصواب اسی وجہ سے گو زخر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے פאר
پار خواہ فار یہ مادہ کثیر الاستعمال ہے اصل معنی اس کے دو ہیں ایک چمک اور مجازاً جمال
و جلال و فخر و رونق و تہذیب اس سے פאר پار خواہ فار نکلا ہے جس کے معنی جمیل
و جلیل و مفخر و مہذب و حمید و محمود و محمد ہیں کتب سماویہ میں یہ لفظ اکثر ابواب مستعمل ہوئی
ہے اصلاً و مجازاً بلکہ اسی عربی فورہ و فارہ سے مشتق ہے دوسرے معنی اس کے کھودنے کے
ہیں اسی پارہ خواہ فارہ چوہے کے معنی میں مشتق ہے بلکہ عربی میں بھی چوہے کو فارہ
کہتے ہیں פארן پاران خواہ فاران اسی مادہ سے نکلا ہے خواہ اس وجہ سے کہ وہ
زمین پست ہے یا بوجہ اس کے کہ وہ پرستش گاہ تھی جو باعث رونق و فخر و تجلیات کا ہوا
کرتی ہے نقط הַקְלָטָה قلیط یوں ہی کتابت اس کی ہے لیکن قرأت قلیطا مادہ
اس کا בֵּן קָלַט قلط ہے یہ لفظ قلیل الاستعمال ہے اصل معنی اس کے تین ہیں ایک پناہ
لینا جس سے מִקְלָט مقلاط نکلا ہے مقلاط کے اصل معنی مامن جائے پناہ ہیں لیکن
عرف میں اس کے معنی حرم ہیں جہاں خونریزی کرنا حرام و منع ہو موسیٰ کی چوتھی کتاب کے
۳۵ باب کے دیکھنے سے بخوبی ثابت ہو جائے گا اور یوشع بن نون کی کتاب میں بھی اس
کا ذکر ہے עָרֵי־הַמִּקְלָט عاری مقلاط شہریں جو حرم ہیں یعنی وہاں خون کرنا
جائز نہیں وے شہریں نبی لیوی کے متعلق تھی جہاں قاتل شبہ عمد بھاگ کے چھپتا تھا اور پناہ
لیتا تھا اور اس کا قتل وہاں جائز نہ تھا جیسے حرم موسیٰ کی چوتھی کتاب باب ۳۵ آیت ۱۲
וְהָיוּ לָכֶם הֶעָרִים לְמִקְלָט מִגֹּאֵל اور
ہوں گے یہ شہریں تمہاری لے حرم خواہ مامن خون چاہنے والے سے یہں مامن خواہ حرم
ترجمہ مقلاط ہے یوشع بن نون کے صحیفہ کے ۲۰ باب میں بھی مقلاط کے شہروں کا ذکر ہے

اس کو ہم بجنسہ نقل کرتے ہیں جس سے اُن کا حرم ہونا ثابت ہوگا וידבר יה
וה אל־יהושע לאמר׃ דבר אל־בני ישראל לאמר
תנו לכם את־ערי המקלט אשר־דברתי
אליכם ביד־משה׃ לנוס שמה
רוצח מכה־נפש בשגגה בבלי־דעת והיו
לכם למקלט מגאל הדם׃ ויקדשו את־
קדש בגליל בהר נפתלי ואת־שכם
בהר אפרים ואת־קרית ארבע היא
חברון בהר יהודה׃ ומעבר לירדן יריחו מ
זרחה נתנו את־בצר במדבר במישר
ממטה ראובן ואת־ראמת בגלעד ממטה
גד ואת־גולן בבשן ממטה מנשה׃
אלה היו ערי המועדה לכל בני ישראל ולגר הגר ב
תוכם לנוס שמה כל־מכה־נפש בשגגה ו
לא ימות ביד גאל הדם עד־עמדו לפני ה
עדה׃ **ترجمہ** خدا نے یوشع سے یوں کہا بنی اسرائیل سے کہہ دے کہ معین کرو اپنے لئے
پناہ یا حرم کی شہریں جو کہ ہم نے تم سے کہا موسیٰ کی معرفت۔ قاتل کے وہاں بھاگ کر پناہ
لینے کے لئے جس نے کسی کو سہواً ہلاک کیا ہو کہ ہوں گی یہ شہریں تمہارے لئے مامن خون
بدلہ لینے والے سے (مامن ترجمہ مقلاط کا ہے بھاگ کر پناہ لینا לנוס۔ نوس کا ترجمہ ہے نوس
کے معنی بھاگ کر پناہ لینا اسی وجہ سے מנוסה۔ منوسہ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں
کوئی بھاگ کر پناہ لے) تب پاک کیا بنی اسرائیل نے قدش کو گلیل میں نفتالی کے پہاڑ میں

اور شخیم کو افرائیم کے پہاڑ میں اب اُسے نابلس کہتے ہیں ۵۰ درجہ ۳۰ دقیقہ طول ۳۲ درجہ
۲ دقیقہ عرض پر واقع ہے اور قریت اربع جو حبرون ہے یہوداکے پہاڑ میں اور اردن
پار یریحو کو پورب معین کیا بصر کو میشور کے میدان میں ربونین کی سبط سے اور راموث کو گلعاد
میں گاد کی سبط سے اور گالون کو بادشان میں منشا کی سبط سے (یس چھ مقام مقلاط یعنی
حرم تھی قدش - شخیم - حبرون - بصر - راموث - گالون) یہ شہرین مجمع کی ہیں سب کے لئے
بنی اسرائیل اور جو لوگ اُن میں رہتے ہوں وہاں بھاگ کر پناہ لینے کے لئے جس نے
کسی کو ہلاک کیا ہو وہ مارا نہ جائے گا خون چاہنے والے کے ہاتھ سے جب تک وہ جماعت
کے سامنے قایم ہو ان آیات سے ثابت ہی کہ چھ شہرین مرقومہ بالا مقلاط یعنی مامن
تھے اور ان کو تقدیس کی لفظ سے بیان کیا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ مقامات پاک تھے
اور وہاں خون جائز نہ تھا اور مقلاط کہلاتے تھے یعنی حرم : اونقلوس جو بہت پہلا
مترجم ہے اس نے تمام مقلاط کا ترجمہ کلدی زبان میں דכותא زخوثا کیا ہے
اس کے معنی زکوٰۃ اور طہارت کے ہیں یعنی حرم جہاں خون جائز نہیں ربی شلوموسحاق
نے موسیٰ کی چوتھی کتاب کے ۳۵ باب کی ۱۳ آیت کی تفسیر میں لکھا ہے שָׁלֹשׁ
עָרִים שֶׁבְּעֵבֶר הַיַּרְדֵּן לֹא הָיוּ קוֹלְטוֹת
עַד שֶׁנִּבְחֲרוּ שָׁלֹשׁ שֶׁבְּאֶרֶץ כְּנַעַן
: ترجمہ تین شہرین جو اردن اس پار تھے حرم نہ ہوئے جب تک منتخب نہ ہوئے جیسے
معین کیا یوشع نے ملک کنعان میں پس ترجمہ קולטות جو جمع ہے قولاط کی
اور اُسی مادہ قلط سے نکلا ہے حرم ہے پس قلیط کے معنی امن و حرم ہیں دوسرے معنی اس کے
جمع یعنی اکٹھا کرنا گویا یہ قلب ہے קלט - לקט لقیط کا جو اس معنی میں کثیر الاستعمال ہے
چنانچہ عربی لفظ بھی اسی سے ماخوذ ہے لقیط ہر قسم کی جمع کرنے کو کہتے ہیں خواہ چیزیں
ہوں جیسے پھل وغیرہ خواہ آدمی ہو چنانچہ شوقطیم یعنی سفر القضاہ کی ۱۱ باب کی تیسری آیت

میں لکھا ہے ויתלקטו אל יפתח אנשים רקים
ترجمہ: جمع ہوئے یفتاح کے پاس مفلس لوگ ויתלקטו یتلقطو
لقط سے نکلا ہے اسی کے معنی ہیں مجتمع ہوئے اور اسی سے ילקוט یلقوط جھولی
کے معنی میں مشتق ہے جس میں چیزیں اکٹھا کی جاتی ہیں الغرض لقیطہ تو ان معنی میں کثیر الاستعمال
ہے اور قلیطہ جو اس کا مقلوب ہے بہت کم مستعمل ہے پس مقلاط کے معنی جیسا کہ مامن وحرم ہیں
ویسا ہی اس کے معنی مثابہ ومجمع بھی ہوں گے چنانچہ یوشع کے ۲۰ باب کی ۹ آیت میں
ان شہروں کو مقلاط تھے ערי המועדה موعادہ سے بیان کیا ہے جس کے معنی مثابہ ومجمع
ہیں گویا یہ تفسیر ہے مقلاط بمعنی ثانی کی لہذا قلیطہ کے معنی اجتماع ہوں گے چنانچہ بعض لغات
میں اس کی تفسیر اجتماع سے کی گئی ہے پھر مجازاً اس کے معنی سکڑ جانے کے ہوئے جسے
کوتاہی لازم ہے کہ اسی سے קלוט قالوط ہونے کے معنی میں مشتق ہے اور اسی سے
عربی قلاط ماخوذ ہے بمعنی بونا تیسرے معنی اس کے مجازی دق کے ہیں لہذا قلیطہ کے معنی
دق ہی ہوں گے اس لئے قلیطہ کے تین معنی قرار پاتے ہیں امن - اجتماع - دق۔ یعنی
کوٹنا یا مامن خواہ حرم مجمع یا مثابہ مدق اس میں کچھ شبہ نہیں کہ مکہ ہمیشہ حرم تھا کہ وہاں
خونریزی جائز نہ تھی اور اب تک وہی بات قایم ہے جیسا مقدمہ میں بیان ہوا قال
اللہ تعالیٰ مَنْ دَخَلَهٗ کَانَ آمِنًا پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ
اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّهٗ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ اِلَّا
سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اھ یہ حدیث عبداللہ
بن عباس سے مروی ہے اور بعض طرق میں آیا ہے وَاِنَّهٗ لَمْ يَحِلَّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا پس اس وجہ سے قلیط کہا جاتا
ہے اُسے شالیم اور سلام کہتے ہیں اور معنی ثانی بھی اسے قلیط کہہ سکتے ہیں اِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ

مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا قرآن میں وارد ہے یام بن نوح کا رہنا وہاں دلالت کرتا ہے
کہ وہ مقام حج تھا اور حضرت ابراہیم کا حضرت اسمٰعیل کو وہاں پہنچا دینا اور وہاں جرہم
کے قبیلہ میں شادی کرنا جیسا قدیم تواریخ سے ثابت ہوتا ہے اس کا مؤید ہے۔ یہ بات
بالکل عقل کے خلاف ہے کہ حضرت ابراہیم نے ہاجر کو جو ان کی خدمت میں ہمیشہ رہی اور
حضرت اسمٰعیل نے اپنے بیٹے کو فقط حضرت سارہ کے کہنے سے جنگل ویدان میں چھوڑ دیا
کہ ان کو شیر و بھالو نوچ ڈالے یہ اخلاق انبیاء سے بعید ہے اور بمناسبت معنی ثالث بھی
اسے فارقلیط کہہ سکتے ہیں جیسا کہ مکہ بوجہ ازدحام کے لئے گئے ہیں۔ مقدمہ میں اس کا بیان
کرچکا ہوں۔ اب ہم متوجہ ہوتے ہیں اصل مطلب کی طرف کہ فارقلیط کہ جس کی بشارت
حضرت مسیح نے دیا اس سے مقصود کیا ہے پس بموجب قرأت اول جب [illegible]
[illegible] فرقلیط پڑھیں معنی اس کے ہیں رسول مکہ اس سے سوائے پیغمبر خدا کے دوسرا
مراد ہو نہیں سکتا اور بموجب قرأت دوم یعنی [illegible] فارقلیط اس
کے معنی ہیں محمد مکہ ایسی صورت میں تو کچھ شبہ نہیں رہا اور اگر فار کے معنی فخر بھی ہوں تو
فخر مکہ سے آپ ہی مراد ہو سکتے ہیں لیکن جب اس کے معنی محمد ہیں تو اب دوسرے معنی لینا
عبث ہے اب ہم ایک سر اس پیشین گوئی کی لکھتے ہیں جیسا اکثر پیشین گو یہودیوں میں یہود
کرتے ہیں۔ سر اس میں یہ ہے کہ بحساب جمل فارقلیط کی عدد ۳۳۵ ہوتی ہے اس کی مفردات
ہم لکھتے ہیں ف ا ر ق ل ی ط ہ اور یہی عدد ابوالقاسم بن عبداللہ

ف	ا	ر	ق	ل	ی	ط	ہ
		۲۰۰	۱۰۰	۳۰	۱۰	۹	۵

کی بھی ہوتی ہے اس کی مفردات یہ ہیں اب و ا ل ق ا س م ب ن ع ب
د ا ل ل ہ عبرانی کتابت میں اللہ میں صرف الف ہوتا ہے قَالَ اللّٰہ تعالٰی
مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ شعر

مشامِ آمد میاں عیسیٰ ز من گلشن وحدت — بجان آں نغمہ تجرید ہم از عیسیٰ بدانی

واضح ہو کہ حضرت مسیح نے یہ پیشین گوئی ان الفاظ سے جو قدیم الایام سے چلی آئی ہے

بالفاظ متقار لکھے ہے لے ہم لکھ دیتے ہیں جس سے اس پیشین گوئی کے معنی خوب جلی ہو جائیں گے۔

باب دوم متعلق بکتب عہد عتیق

پہلے حضرت ہاجرہ سے فرشتہ نے کہا حضرت موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۱۶ باب میں لکھا ہے וַיֹּאמֶר לָהּ מַלְאַךְ יְהוָה הִנָּךְ הָרָה וְיֹלַדְתְּ בֵּן וְקָרָאת שְׁמוֹ יִשְׁמָעֵאל כִּי שָׁמַע יְהוָה אֶל עָנְיֵךְ: ترجمہ خدا کے فرشتے نے اسے (یعنی ہاجرہ سے) کہا خبردار تو حاملہ ہے اور بیٹا جنے گی تو اس کا نام اسمٰعیل رکھنا کہ خدا نے تیرے درد پر نظر کی اسمٰعیل کی معنی عبری زبان میں مقبول خدا ہیں چنانچہ اونقلوس نے اس کے ترجمہ میں لکھا ہے וְתִקְרֵין יָת שְׁמֵיהּ יִשְׁמָעֵאל אֲרֵי קַבִּיל יְיָ צְלוֹתִיךְ: ترجمہ تو اس کا نام اسمٰعیل رکھنا کہ خدا نے تیری دعا قبول کی اس مقام سے ظاہر ہے کہ فرشتے نے حضرت ہاجرہ کو بشارت دی تھی کہ لڑکا جو تیرے پیدا ہو وہ مقبول بارگاہ کبریا ہوگا نام ہی اس معنی پر دلالت کرتا ہے וְהוּא יִהְיֶה פֶּרֶא אָדָם יָדוֹ בַכֹּל וְיַד כֹּל בּוֹ וְעַל פְּנֵי כָל אֶחָיו יִשְׁכֹּן: وہو یہیے پرء آدام یادو بکول ویاد کول بو وعل پنی کل احادو یشکون ترجمہ وہ رسول ہوگا اس کا ہاتھ سب پر ہوگا اور سب کا ہاتھ اس پر اور اپنے سب بھائیوں کے سامنے آباد ہوگا پرء آدام خواہ فرا آدام اس کے معنی ہیں رسول و خلیفہ گورخر سے تو کچھ مطلب نہیں نکلتا خصوصاً جب آدم کے ساتھ متصل ہے جس کے معنی انسان ہے اس کا ہاتھ سب پر اور سب کا ہاتھ اس پر اشارہ محبت کی طرف